عہد نبوی ﷺ میں تعلیمی اداروں کا قیام سیرت کی روشنی میں

The establishment of educational institutions in the era of the Prophet (peace be upon him) in the light of biography

DOI: 10.5281/zenodo.10659569

**Durdana Farooq*
***Salma Khanum*
****Qayam ullah*

Abstract:
The above-mentioned statements of Islamic historians and biographers make this fact very clear that: The Messenger of Allah, may Allah bless him and grant him peace, used to invite the Muslims who came here to Islam, and those who came here used to leave blessed. And he struggled for the exaltation of Islam. Multa used to teach him the call and commandments of the religion of Islam. Yes, madrasahs were not organized like today, but whoever wanted to learn education would come and attend the service of the Holy Prophet (PBUH) and learn the commandments.Dar al-Raqam was a center of comfort for the Muslims, especially the poor, oppressed and oppressed and slaves used to come and take shelter here.
Here, the duties of remembrance of Allah and sermons were also performed continuously. The Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) used to pray together with his followers. It is also clear from Hazrat Khabab's statement that the benefactor of humanity used to pray to Allah Almighty here even at night for God's guidance.In this house, the performance of the preachers of Islam was evaluated, future plans of preaching were made and the hard work of training the preachers themselves was also done. Among the trained teachers of Dar al-Raqam, Hazrat Abu Bakr, Khabab bin Alarat, Abdullah bin Masoud and Musab bin Umayr are particularly noteworthy.
Dar al-Raqam was the "Dar al-Islam" as well as the "Dar al-Shura" for the Muslims, in which future preaching plans were made through mutual consultation. The decision to migrate to Abyssinia was also decided here through mutual consultation, and this place had the same place in the history of Islam as Darulandah had with the Quraish.The refuge of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) in Dar al-Raqam was a history-making stage and it was also an event like Halaf al-Fadhul, Harb al-Fajr and Aam al-Fail. The Meccans also determine the events that happened in the era of Prophethood in terms of before and after the entry of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) into Dar al-Raqam.
Hazrat Arqam was one of those people who were exalted by the wealth of Islam and he dedicated his house for educational, training and da'wah activities in the beginning. Jumki was considered the most important center for spreading Islam during his period.
In the light of different statements of historians, it can be said that the period of stay of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) in Dar al-Raqam was more than one year.
The infidels were fully aware of the refuge of the Meccan Muslims in Dar al-Raqqam; however, they were not aware of the inner activities and plans of Dar al-Raqqam.There is also a clear indication of the presence of the Companions in Sha'ab Abi Talib. As much as the revelation was revealed during this period of siege, surely the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) would have taught it to the Companions in Shub Abi Talib and here the Companions would also discuss religious matters. In this sense, the community of Abi Talib can also be described as a da'wah center of the Makkah era of Prophethood, where the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) and his companions were engaged in teaching and preaching for three years.The last thing is that we should learn from the teachings of the Holy Prophet in the present age. In the above lines, the propagation and propagation of Islam in the Makkah and Madani period has been presented with great wisdom and expediency. This is a model for all humanity.

Keywords*: Islamic historians, biographers, Multa, Dar al-Raqam, shelter*

....

*/**/*** *M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar*

عہدِ نبوی میں نظامِ تعلیم وتربیت کی اہمیت:

حضرت محمدِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانے میں پیدا ہوئے اس وقت مکہ بت پرستی کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا تمغۂ امتیاز صرف یہ تھا کہ اس صنم کدے کے متولی اور کلید بردار تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا۔ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک غار تھا۔ جسے غار حراء کہتے ہیں، آپ ﷺ وہاں جا کر عبادت کرتے تھے۔ اور کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے۔

بخاری شریف کی روایت کے مطابق آپ غارِ حرا میں ''تحنث'' یعنی عبادت کیا کرتے تھے۔" وكان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه – وهو التعبد الخ"[1]

علماء نے لکھا ہے کہ یہ عبادت غور و فکر اور عبرت پذیری تھی، چنانچہ اس غار میں آپ ﷺ کو نبوت کے عظیم ترین منصب پر فائز کیا گیا۔ نبوت کے بعد جو حالات پیش آئے وہ کسی بھی طالبِ سیرت کی نگاہ سے مخفی نہیں ہے؛ چنانچہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی متعین تعلیمی و دعوتی مرکز نہ تھا، جہاں رہ کر وہ اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنی دعوتی سرگرمیوں کو جاری رکھتے۔ درحقیقت مکی دور میں خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی متحرک درس گاہ تھی۔ سفر و حضر، دن اور رات ہر حال اور ہر مقام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات دعوت و تبلیغ تھی۔ صحابہ کرام ؓ عام طور پر چھپ کر ہی قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ کفارِ مکہ کی ظلم و ستم کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ؓ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہے۔

مکی دور کے ایسے مقامات اور حلقہ جات کو دعوت و تبلیغ کے مراکز سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جہاں حالات کی نزاکت اور ضرورت کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں اسلام کی نشر و اشاعت کا کام ہوتا رہا، بنا بریں۔ ذیل میں ان سب تعلیمی درس گاہوں پر روشنی ڈالی جائیگی۔

مکی دور کے تعلیمی و تربیتی نظام:

مدینہ منورہ آمد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجدِ نبوی ؐ کی تعمیر تھی۔ مسجدِ نبوی کے ایک گوشے میں ایک سائبان اور چبوترہ (صفہ) بنایا گیا جس پر وہ مہاجرین صحابہ کرام ؓ مدینہ منورہ آکر رہنے لگے تھے جو نہ تو کچھ کاروبار کرتے تھے اور نہ ان کے پاس رہنے کو گھر تھا۔ مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں سے دین متین کی تعلیمات حاصل کرنے کے لیے آنے والے صحابہ کرام بھی یہاں قیام کرتے تھے۔ گویا صفہ ان غریب اور نادار صحابہ کرام کی جائے پناہ تھی جنہوں نے اپنی زندگی تعلیمِ دین، تبلیغِ اسلام، جہاد اور دوسری اسلامی خدمات کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

مدنی عہد نبوت میں مذہبی تعلیم و تربیت کے دو طریقے تھے۔ایک غیر مستقل، جس میں مختلف قبائل کے آدمی مدینہ آکر چند دن قیام کرتے اور ضروری مسائل سیکھ کر واپس چلے جاتے اور اپنے اپنے قبائل کو جا کر تعلیم دیتے۔ ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد رسول اللہ ﷺ انہیں ان کے قبائل میں واپس بھیج دیتے، چنانچہ مالکؓ بن الحویرث کو بیس دن کی تعلیم کے بعد حکم دیا:

" قال: ارجعوا إلى أهليكم، فأقيموا فيهم وعلموهم ومروهم - وذكر أشياء أحفظها أو لا أحفظها - وصلوا كما رأيتموني أصلي، فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم، وليؤمكم أكبركم"[2]

ترجمہ: تم اپنے خاندان میں واپس جاؤ اور ان میں رہ کر ان کو امور شریعت کی تعلیم دو اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح پڑھانا، اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے کوئی اذان دے، پھر تم میں سے سب سے زیادہ پڑھا لکھا امامت کرائے"۔

اسی طرح وفد عبد القیس نے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے ان کو ادائے خمس، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیمات دیں اور پھر فرمایا:

" قال: «احفظوه وأخبروه من وراءكم"[3]

ترجمہ: ان باتوں کو یاد کر لو اور جاکر دوسروں کو بھی بتادو۔

دوسرا طریقہ: مستقل تعلیم و تربیت کا تھا اور اس کے لیے صفہ کی درس گاہ مخصوص تھی۔اس میں وہ لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے جو علائق دنیوی سے بے نیاز تھے اور انھوں نے اپنے آپ کو دینی تعلیم و تربیت اور عبادت و ریاضت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ مسجد نبوی کی اس درس گاہ کے دو حلقے تھے، ایک درس و تعلیم کا حلقہ اور دوسرا ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کا۔ حضرت عبد اللہؓ بن عمرو فرماتے ہیں:

قال: خرج رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ذات يوم من بعض حجره، فدخل المسجد، فإذا هو بحلقتين إحداهما يقرؤون القرآن ويدعون الله، والأخرى يتعلمون ويعلمون، فقال النبي - صلى الله عليه وسلم -: "كل على خير، هؤلاء يقرؤون القرآن ويدعون الله، فإن شاء أعطاهم، وإن شاء منعهم، وهؤلاء يتعلمون، ويعلمون، وإنما بعثت معلما"، فجلس معهم"[4]

ترجمہ: ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسجد میں دو حلقے دیکھے۔ایک حلقہ کے لوگ تلاوت و دعا میں مصروف تھے اور دوسرے حلقے کے لوگ تعلیم و تعلم میں، آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی اور فرمایا: دونوں بھلائی پر ہیں۔ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں، اگر چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور اگر

چاہے تو روک لے، اور یہ لوگ سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں۔ (پھر آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے کہ) ''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں" حلقہ ءدرس و تعلیم میں جا کر بیٹھ گئے "۔

تعلیم و تعلم بیت ابو بکر:

مکی دور میں دعوت و تبلیغ کا اولین مرکز حضرت صدیق اکبر ؓ کا گھر تھا، آپ نے گھر کے صحن کو مسجد بنا رکھا تھا۔ ابتدا میں یہ ایک کھلی جگہ تھی جس میں آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔ عام طور پر آپ ؓ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو کفارِ مکہ کے بچے اور عورتیں ان کے گرد جمع ہو کر قرآن سنتے۔ جس سے وہ خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوتے۔ یہ صورتِ حال مشرکینِ مکہ کو بھلا کب گوارا تھی؛ چنانچہ انھوں نے حضرت ابو بکر ؓ کو سخت اذیت میں مبتلا کیا، جس کی وجہ سے آپ ؓ نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کر لیا؛ مگر راستے میں قبیلۂ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا اے ابو بکر ؓ کدھر کا ارادہ ہے؟ آپ ؓ نے فرمایا قوم نے مجھے ہجرت پر مجبور کر دیا ہے، اب دنیا کی سیر کروں گا اور کسی گوشہ میں اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کروں گا؛ مگر ابن الدغنہ یہ کہہ کر آپ ؓ کو واپس لے آیا کہ آپ ؓ جیسے باکردار شخص کو ہجرت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور پھر حضرت صدیق ؓ اکبر کے لیے اپنی پناہ کا اعلان کیا۔ ابو بکر ؓ واپس تشریف لے آئے اور گھر کے صحن میں باقاعدہ مسجد بنا لی۔

" قال ذلك ابن الدغنة لأبي بكر، فطفق أبو بكر يعبد ربه في داره، ولا يستعلن بالصلاة، ولا القراءة في غير داره، ثم بدا لأبي بكر، فابتنى مسجدا بفناء داره وبرز، فكان يصلي فيه، ويقرأ القرآن، فيتقصف عليه نساء المشركين وأبناؤهم، يعجبون وينظرون إليه،الخ"5

مسجد ابی بکر میں نہ کوئی مستقل معلم مقرر تھا اور نہ کوئی باقاعدہ طالب علم تھا؛ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے یہ مسجد تعلیم و تربیت اور دینی مسائل سیکھنے کے لیے مکی دور کی اولین درس گاہ تھی اور یہیں سے تبلیغی خدمات انجام دی جاتی تھیں، نیز یہاں کفار مکہ کے بچے بچیاں اور عورتیں قرآن کے آفاقی پیغام کو سنتے تھے اور مائل بہ اسلام ہوتے تھے۔ حضرت ابو بکر ؓ رقیق القلب انسان تھے، جب قرآن پڑھتے تو روتے، اس وجہ سے آپ ؓ کے پاس لڑکے، غلام اور عورتیں کھڑی ہو جاتیں، اور آپ ؓ کی اس ہئیت کو پسند کرتے، قریش کے چند لوگ ابن الدغنہ کے پاس گئے اور اس سے کہا: اے ابن الدغنہ تو نے اس شخص کو اس لیے تو پناہ نہیں دی تھی کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔ وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا ہے تو اس کا دل بھر آتا ہے اور وہ روتا ہے۔ اس کی ایک خاص ہیئت اور طریقہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں بچوں، عورتوں اور دیگر لوگوں کے متعلق خوف ہے کہ کہیں یہ انھیں فتنے میں نہ ڈال دے؛ اس لیے تو اس کے پاس جا اور حکم دے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے اور اس میں جو چاہے کرے''۔

چنانچہ ابن الدغنہ حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آیا اور کہا کہ یا تو آپ ؓ اس طریقے سے باز آجائیں یا میری پناہ مجھے واپس لوٹادیں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: میں نے تیری پناہ تجھے واپس کر دی۔ میرے لیے اللہ کی پناہ کافی ہے۔

" وكان أبو بكر رجلا بكاء، لا يملك دمعه حين يقرأ القرآن، فأفزع ذلك أشراف قريش من المشركين، فأرسلوا إلى ابن الدغنة، فقدم عليهم فقالوا له: إنا كنا أجرنا أبا بكر على أن يعبد ربه في داره، وإنه جاوز ذلك، فابتنى مسجدا بفناء داره، وأعلن الصلاة والقراءة،الخ"[6]

بیتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا بطور درس گاہ:

اسی طرح فاطمہ بنت خطاب کا گھر بھی دینی، تبلیغی، دعوتی، اور تربیتی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ حضرت عمر ؓ بن خطاب کی بہن ہیں جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اپنے خاوند سعید بن زید سمیت اسلام قبول کر لیا۔ یہ دونوں میاں بیوی اپنے گھر میں ہی حضرت خباب ؓ بن الارت سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت عمر ایک دن اسلام لانے سے پہلے تلوار لیے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے نکلے؛ لیکن راستے میں اپنی بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو انتہائی غصے کی حالت میں تلوار ہاتھ میں لے کر ان کے مکان پر پہنچے تو ان کو قرآن کی تلاوت اور تعلیم میں مشغول پایا ابن اسحاق نے لکھا ہے:

" وعندهما خباب بن الأرت معه صحيفة، فيها: "طه" يقرئهما إياها،الخ"[7]

ترجمہ: ان دونوں کے پاس خباب بن الارت تھے جن کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں سورۂ طہٰ لکھی ہوئی تھی جو وہ ان دونوں کو پڑھا رہے تھے۔

بیت فاطمہ بنت خطاب ؓ کو مکی دور میں قرآن مجید کی تعلیم واشاعت کا مرکز کہا جا سکتا ہے جہاں کم از کم دو طالب علم اور ایک معلم تھا۔ اور اگر حضرت عمر ؓ کے بیان میں لفظ ''قوم'' کا اعتبار کیا جائے تو یقینی طور پر یہاں قرآن پڑھنے والی ایک پوری جماعت کا پتہ چلتا ہے۔

درس گاہِ شعب ابی طالب:

کفارِ مکہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ اپنے ظلم وتشدد سے اسلام کی اس تحریک کو موت کی نیند سلادیں گے۔ لیکن جب ان کی تمام مساعی اور تدبیروں کے باوجود اسلام کا دائرہ پھیلتا ہی چلا گیا اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت حمزہ ؓ اور عمر ؓ جیسے لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور نجاشی کے دربار میں بھی ان کے سفیروں کو ذلت آمیز ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اس چوٹ نے کفار مکہ کو مزید حواس باختہ کر دیا؛ چنانچہ ان لوگوں نے طویل غور وخوض کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاندان کو محصور کر کے تباہ کر دیا جائے؛ چنانچہ تمام قبائل نے ایک

معاہدہ کیا کہ کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے قربت کرے گا؛ نہ ان کے ہاتھ خرید وفروخت کرے گا اور نہ ہی ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ یہ معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا گیا۔

" فلما رأت قريش أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قد نزلوا بلدا أصابوا به أمنا وقرارا، وأن النجاشي قد منع من لجأ إليه منهم، وأن عمر قد أسلم، فكان هو وحمزة بن عبد المطلب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه،---على أن لا ينكحوا إليهم ولا ينكحوهم، ولا يبيعوهم شيئا، ---ثم علقوا الصحيفة في جوف الكعبة توكيدا على أنفسهم، الخ"[8]

حضرت ابو طالب مجبور ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام خاندان بنی ہاشم سمیت شعب ابی طالب میں محرم ۷/ نبوی میں محصور ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان سمیت اس حصار میں تین سال بسر کیے۔ ایامِ حج میں چونکہ تمام لوگوں کو امن کی خواہش تھی؛ اس لیے حج کے موسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب سے باہر نکل کر مختلف قبائلِ عرب کو دعوت دیتے؛ جبکہ باقی اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھاٹی میں مسلمانوں کی تربیت فرماتے۔ شعب ابی طالب میں خاندانِ بنی ہاشم کے علاوہ صحابہ کرام ؓ کی موجودگی کے اشارات بھی ملتے ہیں۔

درس گاہِ دار ارقم:

صاحب طبری نے بھی مکی عہدِ نبوت میں دار ارقم کو دعوتی، تعلیمی اور تربیتی سر گرمیوں کا مرکز قرار دیا ہے، جہاں پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا؛ چنانچہ حضرت ارقم ؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وكان داره على الصفا، وفي الدار التي كان النبي ص يكون فيها في أول الاسلام، وفيها دعا الناس الى الاسلام فاسلم فيها قوم كثير.الخ"[9]

ترجمہ: حضرت ارقم ؓ کا گھر کوہِ صفا پر واقع تھا، آغازِ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں رہا کرتے تھے، یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دعوتِ اسلام دیا کرتے تھے اور یہاں پر بہت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ دار ارقم تعلیمی و تربیتی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ مکی عہد میں دعوتی انتظام وانصرام کا بھی مرکز تھا۔

" وفي دار الأرقم ابن أبي الأرقم هذا كان النبي صلى الله عليه وآله سلم مستخفيا من قريش بمكة يدعو الناس فيها إلى الإسلام في أول الإسلام حتى خرج عنها، وكانت داره بمكة على الصفا فأسلم فيها جماعة كثيرة،"[10]

ترجمہ: یہ ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں قریش سے پوشیدہ مقیم رہتے تھے۔ کھل کر سامنے آنے سے قبل، اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ حضرت ارقم کا یہ مکان مکہ میں کوہِ صفاپر واقع تھا؛ چنانچہ یہاں پر بہت بڑی جماعت نے اسلام قبول کیا۔

دارارقم کو مرکزِ اسلام بننے کے بعد دعوت و تبلیغ کا کام قدرے اطمینان کے ساتھ ہونے لگا۔ دعوتِ اسلام کا یہ وہ مرحلہ ہے جس میں مکہ مکرمہ کے بے کس، غریب اور غلام اس نئی تحریک میں اپنی دنیاو آخرت کی نجات تصور کرتے ہوئے داخل ہوتے تھے۔

نیز دارارقم نہ صرف ضعفائے اسلام کی جائے پناہ تھی؛ بلکہ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت کے ساتھ اجتماعی طور پر عبادات، ذکر اللہ اور دعاؤں کا سلسلہ ہمہ وقت جاری رہتا تھا۔ اس میں وہ دعا خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور (ابو جہل) عمرو بن ہشام میں سے کسی ایک کے قبولِ اسلام کے لیے مانگی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے گھر سورۂ طٰہٰ کی تلاوت سنی تو کایا ہی پلٹ گئی، ان کو مائل بہ اسلام دیکھ کر حضرت خطاب رضی اللہ عنہ بن الارت نے انھیں خوشخبری کے انداز میں بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دارارقم میں یہ دعا کرتے سنا ہے:

" يقول: اللهم أيد الإسلام بأبي الحكم بن هشام، أو بعمر بن الخطاب، فالله الله يا عمر. فقال له عند ذلك عمر: فدلني يا خباب على محمد حتى آتيه فأسلم"[11]

ترجمہ: اے اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسلام کی تائید فرما: چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں سے سیدھے داراقم پہنچے اور اسلام قبول کرلیا۔

دارارقم بحیثیت دارالشوریٰ:

دارارقم "دارالاسلام" ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان کے لیے "دارالشوریٰ" بھی تھا۔ پہلی اور دوسری ہجرتِ حبشہ جیسے اہم معاملات بھی اسی جگہ باہمی مشاورت ہی سے انجام پائے۔

" فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يصيب أصحابه من البلاء، وما هو فيه من العافية، بمكانه من الله ومن عمه أبي طالب، وأنه لا يقدر على أن يمنعهم مما هم فيه من البلاء، قال لهم: لو خرجتم إلى أرض الحبشة فإن بها ملكا لا يظلم عنده أحد، وهي أرض صدق"[12]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا! اگر تم سرزمین حبشہ کی طرف نکل جاؤ تو وہاں ایک بادشاہ ہے، جس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ وہ سچائی کی سرزمین ہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مشکل سے نجات دلادے جس میں تم گرفتار ہو۔

ان الفاظ پر غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خطاب صحابہ کرام ؓ کے کسی اجتماع سے ہی ہوگا جو دار ارقم میں انعقاد پذیر ہوگا۔ اسی طرح ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جمع ہوئے اور باہمی مشاورت سے طے کیا کہ قریش نے قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہیں سنا، لہٰذا کوئی ایسا شخص ہو جو یہ فریضہ انجام دے؛ چنانچہ حضرت عبداللہ ؓ بن مسعود نے یہ ذمہ داری قبول کی اور قریش کو ان کی مجلس میں جاکر قرآن کی طرف دعوت دی۔

" اجتمع يوما أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالوا:والله ما سمعت قريش هذا القرآن يجهر لها به قط، فمن رجل يسمعهموه؟فقال عبد الله بن مسعود: أنا، قالوا: إنا نخشاهم عليك، إنما نريد رجلا له عشيرة يمنعونه من القوم إن أرادوه، قال: دعوني فإن الله سيمنعني."[13]

البتہ یہ یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام ؓ کی یہ مجلس مشاورت کہاں پر منعقد ہوئی؟ تاہم غالب گمان یہی ہے کہ یہ مجلسِ مشاورت دار ارقم ہی میں قائم ہوئی ہوگی؛ کیونکہ اس کے علاوہ صحابہ کا اجتماع کسی اور جگہ پر مشکل تھا۔

جس طرح "عام الفیل" اور "حلف الفضول"، جیسے واقعات کے حوالے سے اہلِ مکہ اپنی معاصر تاریخ کے واقعات کا تعین کرتے تھے، مسلمان مورخین بھی مکی نبوت میں سیرت و تاریخِ اسلام کے واقعات کا تذکرہ اور اندراج بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں فروکش ہونے کے حوالے سے کرتے ہیں۔ مثلاً مورخ ابن الاثیر نے مسعود بن ربیعہ، عامر بن فہیرہ، معمر ؓ بن حارث وغیرہ کے تراجم (تذکروں) میں وضاحت کی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں منتقل ہونے سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ اسی طرح معصب ؓ بن عمیر، صہیب ؓ بن سنان، طلیب ؓ بن عمیر، عمار بن یاسر، ؓ عمر فاروق ؓ وغیرہ کے تذکروں میں ابن الاثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ لوگ دار ارقم میں جاکر اسلام کی دولت سے مالامال ہوئے تھے۔

" مصعب بن عمير بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصي بن كلاب بن مرة القرشي العبدري، يكنى أبا عبد الله. كان من فضلاء الصحابة وخيارهم، ومن السابقين إلى الإسلام. أسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم في دار الأرقم،"[14]

اسی طرح ابن سعد نے ان بزرگوں کی بھی نشاندہی ضروری سمجھی ہے جو دار ارقم کے اندر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان صحابہ کرام ؓ میں حضرت صہیب، عمار بن یاسر، معصب ؓ بن عمیر، عمر بن خطاب، عاقل ؓ بن ابی بکر، ایاس ؓ بن ابی بکر اور خالد بن ابی بکر شامل ہیں۔[15]

دار ارقم میں قیام کی مدت:

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرز ترتیب سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک دار ارقم کو دین حق کی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز و محور بنانے کا واقعہ ایک ایسا نقطہ تغیر ہے جس نے دنیا کی بے مثال اور انقلابی اسلامی تحریک کو ایک نیا رخ عطا کرنے میں ایک محفوظ پناہ گاہ اور بے مثال تربیت گاہ کا کام دیا۔ اس بات پر تمام مورخین اور محققین کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق ؓ کے قبول اسلام تک دار ارقم میں ہی مقیم رہے؛ جبکہ بعض روایات کے مطابق حضرت عمر ؓ نے نبوت کے چھٹے سال میں اسلام قبول کیا تھا؛ البتہ مورخین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں کب فروکش ہوئے اور کتنا عرصہ دار ارقم مسلمانوں کی پناہ گاہ کا کام دیتا رہا۔ اگرچہ بعض مورخین نے دار ارقم میں قیام کی مدت کے حوالے سے چھ ماہ اور ایک ماہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔[16]

لیکن اگر ماخذ کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کافی مدت تک رہا ہے۔ اگرچہ اس مدت کا تعین تو مشکل ہے اور یہ بتانا بھی ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کب دار ارقم میں پناہ گزین ہوئے، تاہم مورخین کے بعض نامکمل اشارات سے ہم اس مدت کا اندازہ کر سکتے ہیں، مثلاً ابن الاثیر نے حضرت عمر ؓ کے قبولِ اسلام کے واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "عمر بن خطاب تلوار لٹکائے گھر سے نکلے۔ ان کا ارادہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا تھا۔ مسلمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دار ارقم میں جمع تھے۔ جو کوہِ صفا کے پاس تھا۔ اس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مسلمانوں میں سے تقریباً چالیس مرد و زن کے ساتھ وہاں پناہ گزین تھے جو ہجرت حبشہ کے لیے نہیں نکلے تھے۔[17]

1۔ دار ارقم میں صرف وہ مسلمان پناہ گزین ہوئے تھے جو کسی وجہ سے حبشہ کی طرف ہجرت نہ کر سکے تھے۔ لہٰذا ان باقی ماندہ مسلمانوں کی تعداد تقریبا چالیس تھی، نہ کہ اس وقت تک اسلام قبول کرنے والوں کی کل تعداد ہی چالیس تھی۔

پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ کا فیصلہ دار ارقم ہی میں باہمی مشاورت سے ہوا تھا۔ اس لحاظ سے اگر حضرت عمر ؓ کے قبولِ اسلام اور ہجرتِ حبشہ کے درمیانی عرصہ کو شمار کیا جائے تو وہ بھی ایک سال سے زائد ہی بنتا ہے؛ جبکہ یہ یقینی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرتِ حبشہ سے کافی پہلے دار ارقم میں پناہ گزیں ہو چکے تھے۔ بعض

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی ایک دو سالوں میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں مقیم ہو گئے تھے۔ مثلا! ابن الاثیر حضرت عمار ؓبن یاسر کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے اسلام لانے کے بعد) دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف پانچ غلام، عورتیں اور ابو بکر صدیق تھے۔

" سمعت عمارا يقول: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما معه إلا خمسة أعبد وامرأتان وأبو بكر"[18] وقال مجاهد: أول من أظهر إسلامه سبعة: رسول الله، وأبو بكر، وبلال، وخباب وصهيب، وعمار، وأمه سمية.واختلف في هجرته إلى الحبشة. وعذب في الله عذابا شديدا الخ"

مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عمار ؓبن یاسر ابتدا میں اسلام قبول کرنے والے سات آدمیوں میں سے تھے۔

" وقال مجاهد: أول من أظهر إسلامه سبعة: رسول الله، وأبو بكر، وبلال، وخباب وصهيب، وعمار، وأمه سمية.واختلف في هجرته إلى الحبشة. وعذب في الله عذابا شديدا الخ"[19]

جبکہ اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دار ارقم میں جا کر اسلام قبول کیا۔[20] اس صورت میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائے اسلام ہی میں دار ارقم میں قیام پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ہجرت کے بعد تعلیم و تعلم: اصحاب صفہ:

ویسے تو ہر مسلمان ہی داعی اور مبلغ ہے اور دعوت و تبلیغ ہی اس امت کا وہ خصوصی وصف ہے جس کی بدولت اس کو ''خیر الامم'' کے لقب سے ملقب کیا گیا۔(۱۹) اسلامی معاشرہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دعوتِ دین کے لیے ایک ایسی جماعت تیار کرے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:" وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ "[21]

ترجمہ: تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے۔

چنانچہ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک باقاعدہ درسگاہ قائم فرمائی، تاکہ مبلغین کی ایک تربیت یافتہ جماعت تیار کی جائے۔ اصحابِ صفہ کی صورت میں جب یہ جماعت تیار ہو گئی تو آپ ﷺ نے ان اصحاب کو ،جو اپنے علم و فضل کی وجہ سے ''قراء'' کہلاتے تھے۔[22]

مختلف دعوتی و تبلیغی مہمات پر روانہ فرمایا۔

مقام رجیع کی مہم: صفر ۴ھ میں قبائل عضل و قارہ کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارگاہِ رسالت میں درخواست کی کہ آپ اپنے رفقا میں سے کچھ آدمیوں کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیجیے تاکہ وہ لوگوں میں دین

کی سمجھ پیدا کریں، قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامیہ کی تعلیم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اصحابِ صفہ میں سے مندرجہ ذیل چھ افراد منتخب کیے: مرثدؓ بن ابی مرثد غنوی، خالدؓ بن بکیر لیثی، عاصمؓ بن ثابت، خبیبؓ بن عدی، زیدؓ بن دثنہ، عبد اللہؓ بن طارق، اور مبلّغین کی اس جماعت کا امیر مرثدؓ بن ابی مرثد کو مقرر فرمایا۔

جب یہ لوگ رجیع، جو مکہ اور عسفان کے درمیان ایک جگہ ہے، پہنچے تو قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگوں نے مسلمانوں سے غداری کی اور قبیلہ ہذیل کو مدد کے لیے پکارا، چنانچہ ان لوگوں نے حضرت خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ کو پناہ کا دھوکہ دے کر گرفتار کر لیا، جبکہ باقی صحابہ کو شہید کر دیا گیا۔ زیدؓ بن دثنہ اور خبیبؓ بن عدی کو بھی ان لوگوں نے بعد میں مکہ لے جا کر فروخت کر دیا، چنانچہ زیدؓ بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے عوض قتل کرنے کے لیے خرید لیا، جبکہ خبیبؓ کو حجیر بن ابواہاب تمیمی نے خرید کر قتل کر دیا۔[23]

مقام بئر معونہ کی مہم:

صفر ۴ھ میں نجد کے ایک قبیلے عامر بن صعصعہ کے ایک رئیس ابوالبراء عامر بن مالک کو آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی، وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہنے لگا! اے محمد! اگر آپ ﷺ اپنے رفقا میں سے کچھ لوگوں کو اہلِ نجد کے ہاں بھیج دیں اور وہ وہاں آپ ﷺ کا پیغام پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ اہلِ نجد آپ کے پیغام پر ضرور لبیک کہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: مجھے اپنے آدمیوں کے متعلق اہلِ نجد سے خوف ہے۔ ابو براء نے کہا: میں اس کا ضامن ہوں، اس لیے آپ ان کو روانہ فرما دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے منذرؓ بن عمرو کی قیادت میں ستر صحابہ، جو سب کے سب درسگاہِ صفہ کے تربیت یافتہ تھے، اس کے ساتھ بھیج دیے۔[24]

سطور بالا کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوتی و تبلیغی مقاصد کے لیے ایک ایسی جماعت کی تیاری کو ضروری خیال کیا جس کو دعوتی مشن اپنی جان سے بھی عزیز تھا۔ رجیع اور بئر معونہ کی دعوتی مہمات میں انتہائی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کو ان واقعات کا انتہائی رنج ہوا۔ اس لیے بعد کے دور میں خالصتاً تبلیغی مہمات بھی حفاظتی نقطۂ نظر سے مسلح کر کے بھیجی گئیں۔

درس گاہِ صفہ کے تربیت یافتہ معلمین و مبلغین کی دعوتی سرگرمیاں اس کے بعد بھی جاری رہیں۔ آپ ﷺ ان لوگوں کو مختلف جہادی مہمات میں افواج کے ہمراہ بطور مبلغ روانہ فرماتے، اس کے علاوہ قبائل عرب کی طرف سے آنے والے وفود کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی آپ اصحابِ صفہ سے مدد لیتے تھے۔

قریش مکہ کو چونکہ مذہبی سیادت حاصل تھی، اس لیے عرب میں ان کا ادب و احترام کیا جاتا تھا اور تمام عرب مذہبی معاملات میں ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھتے تھے۔ کفر و اسلام اور حق و باطل کی جو آویزش جاری تھی، اس میں قبائل

عرب قریش کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ بالآخر جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش سب کے سب مسلمان ہو گئے تو اب قبائل عرب کے لیے بھی اسلام کے حق میں فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔

ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لأن مكة لما فتحت بادر العرب بإسلامهم فكان كل قبيلة ترسل كبراءها ليسلموا ويتعلموا ويرجعوا إلى قومهم فيدعوهم إلى الإسلام ويعلموهم الخ"[25]

ترجمہ: ''فتح مکہ کے بعد تمام عرب نے اسلام کی طرف نہایت تیزی سے قدم بڑھایا۔ ہر قبیلہ اپنے سرداروں کو بھیجتا تھا کہ جاکر اسلام لائیں اور دین کی تعلیم حاصل کریں، واپس آئیں تو اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دیں''۔

فتح مکہ کے بعد تقریباً ایک سال کے عرصہ میں تمام قبائلِ عرب نے اپنے منتخب افراد کو وفود کی صورت میں مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ وہ پوری قوم اور قبیلہ کی طرف سے اسلام کی بیعت کریں۔ فتح مکہ سے قبل رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ جو قبیلہ اور قوم بھی اسلام قبول کرے، اسے مدینہ آکر مستقل رہنے پر آمادہ کیا جائے۔ اس کی بظاہر حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک تو لوگ دار الہجرت میں آکر دین کی تعلیم حاصل کریں اور مزید یہ کہ دفاعی نقطہ نظر سے بھی مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ ہو۔ چنانچہ فتح مکہ سے قبل رسول اللہ ﷺ جو دعوتی مہمات روانہ فرماتے تھے، ان کو یہی نصیحت کی جاتی تھی کہ لوگوں کو دین کی دعوت دیں۔ اگر وہ قبول کر لیں تو ان کو مدینہ کی طرف ہجرت کی دعوت دیں۔ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، بعث أميرا على سرية أو جيش أوصاه بتقوى الله في خاصة نفسه، وبمن معه من المسلمين خيرا، وقال: " إذا لقيت عدوك من المشركين فادعهم إلى إحدى ثلاث خصال، أو خلال فأيتها أجابوك إليها فاقبل منهم، وكف عنهم: ادعهم إلى الإسلام فإن أجابوك فاقبل منهم وكف عنهم، ثم ادعهم إلى التحول من دارهم إلى دار المهاجرين، وأعلمهم أنهم إن فعلوا ذلك أن لهم ما للمهاجرين وأن عليهم ما على المهاجرين،الخ"[26]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ جب کسی کو کسی جماعت یا لشکر کا امیر بنا کر روانہ فرماتے تو اس کو خاص اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے اور یہ فرماتے: جب تمہارا مشرک دشمنوں سے سامنا ہو تو ان کو تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دینا۔ ان باتوں میں سے جو بات بھی وہ مان لیں، تم اسے ان سے قبول کر لینا اور ان سے جنگ نہ کرنا۔ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اسے منظور کر لیں تو تم ان سے اسے قبول کر لو اور ان سے رک جاؤ، پھر تم ان کو اپنا علاقہ چھوڑ کر دار المہاجرین (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت

کرنے کی دعوت دو اور انہیں یہ بتلادو کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کو وہ تمام منافع ملیں گے جو مہاجرین کو ملتے ہیں اور ان پر وہ تمام ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں اور اگر وہ اسے نہ مانیں اور اپنے علاقے میں رہنے کو ہی ترجیح دیں تو انہیں بتلادو کہ وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح ہوں گے اور اللہ کے احکام جو تمام مسلمانوں کے ذمہ ہیں، وہ ان کے ذمہ ہوں گے۔ انہیں فے اور مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ہاں اگر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تو حصہ ملے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو انہیں جزیہ دینے کی دعوت دو اگر وہ اسے مان لیں تو تم اسے قبول کرلو اور ان سے جنگ نہ کرو اور اگر وہ اسے بھی نہ مانیں تو اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان سے جنگ کرو"۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد ابتدائی سالوں میں رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ نو مسلم قبائل اور افراد کو مدینہ کی طرف ہجرت کی ترغیب دی جائے، لیکن فتح مکہ کی صورت میں جب اسلام کو نئی قوت و شوکت نصیب ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حکمتِ عملی تبدیل فرمائی اور واضح طور پر اعلان فرمادیا گیا:

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الفتح، فتح مكة: لا هجرة الخ"[27]

ترجمہ: "رسول پاک ﷺ نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد کہ اب اس کے بعد ہجرت نہیں ہے"۔

بعد ہجرت طریقہ تعلیم:

اب آپ ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ جو لوگ بھی انفرادی طور پر یا وفود کی صورت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ ان کو خود تعلیم ارشاد فرماتے اور بعض اوقات انصار و مہاجرین صحابہ کو حکم دیتے کہ وہ ان لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں اور جب وہ لوگ دین کے بنیادی امور کا علم حاصل کرلیتے تو آپ ﷺ ان وفود کو، جو عام طور پر رؤساء قبائل پر مشتمل ہوتے تھے، واپس اپنے قبائل میں جانے کا حکم دیتے اور ان کو حکم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سیکھ چکے ہیں وہ اپنے دوسرے لوگوں کو سکھائیں۔[28]

چنانچہ ۹ھ میں اس کثرت سے وفود آئے اس لیے مورخین نے اس سال کو " عام الوفود" کا نام دے دیا۔ ان وفود میں سے بعض سینکڑوں افراد پر بھی مشتمل تھے (*۲) اور بعض محض ایک، دو اور تین افراد پر۔ ان وفود کی تعداد میں بھی کافی اختلاف ہے تاہم یہاں ان میں سے ان چند وفود اور قبائلی رؤسا کا ذکر کیا جارہا ہے جن کا کردار دعوت و تبلیغ کے حوالے سے اہمیت کا حامل ہے۔

قبائلی رؤسا کی تعلیم و تربیت کا انتظام: اصحابِ صفہ کی منظم اور مستقل تبلیغی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ ہر قبیلہ اور جماعت میں سے کچھ ایسے لوگ موجود رہیں جو تعلیم و ارشاد اور دعوت و تبلیغ کے فریضہ کو انجام دیتے رہیں۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا :

"وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ"[29]

ترجمہ: "اور سب مسلمان تو سفر کرکے (مدینہ) نہیں آسکتے تو ہر قبیلہ سے ایک جماعت کیوں نہیں آتی کہ وہ دین کی سوجھ بوجھ حاصل کریں، تاکہ جب وہ واپس جائیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں، شاید وہ بری باتوں سے بچ جائیں"۔

چنانچہ بعض قبائل نے تو خود ہی اپنے نمائندہ افراد کو مدینہ بھیجا اور بعض قبائل مثلاً بنو حارث بن کعب اور ہمدان وغیرہ کو خود آپ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ وہ اپنے وفود بھیجیں۔ چنانچہ اس کے بعد عرب کے تقریباً ہر قبیلہ نے اپنے وفود بارگاہِ رسالت ﷺ میں بھیجے تاکہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور واپس آکر خود ان کو اس کی تعلیم دیں۔

تفسیر خازن میں ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:

"عن ابن عباس أنه قال: «كان ينطلق من كل حي من العرب عصابة فيأتون النبي صلى الله عليه وسلم فيسألونه عما يريدون من أمر دينهم ويتفقهون في دينهم ويقولون للنبي صلى الله عليه وسلم ما تأمرنا أن نفعله وأخبرنا عما نقول لعشائرنا إذا انطلقنا إليهم فيأمرهم نبي الله صلى الله عليه وسلم بطاعة الله وطاعة رسوله ويبعثهم إلى قومهم بالصلاة والزكاة "[30]

ترجمہ: "عرب کے ہر قبیلے کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے مذہبی امور دریافت کرتا اور دین کا فہم حاصل کرتا"۔

آنے والے وفود اور قبائل عرب کے نمائندہ افراد کی ایسی تعلیم وتربیت کہ وہ واپس جاکر دعوت وتبلیغ کا کام کماحقہ کرسکیں، بڑی اہم ذمہ داری تھی جس کو رسول اللہ ﷺ نے انصار ومہاجرین اور اصحابِ صفہ کی مدد سے عمدہ طریقہ سے انجام دیا، چنانچہ آپ ﷺ وفود عرب میں آنے والے قبائلی عمائدین کی خود تعلیم وتربیت فرماتے اور بعض اوقات انصار ومہاجرین کو حکم ہوتا کہ معزز مہمانوں کے قیام وبعام کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو قرآن وسنت سکھائیں۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کا بیان کرتے ہیں:

"عن عبادة بن الصامت، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يشغل، فإذا قدم الرجل مهاجرا دفعه إلى رجل منا يعلمه القرآن،الخ"[31]

ترجمہ: "کوئی شخص جب ہجرت کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اس کو تعلیمِ قرآن کے لیے ہم میں سے کسی کے سپرد کردیتے"۔

انصارِ مدینہ باہر سے آنے والے حضرات کی مہمان نوازی کے ساتھ اس لگن اور دلسوزی سے ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے کہ وہ لوگ تشکر کے جذبات کے ساتھ واپس جاتے تھے۔ چنانچہ وفد عبدالقیس آیا تو اس اعتراف کے

ساتھ واپس گیا: "قالوا: خير إخوان ألانوا فراشنا، وأطابوا مطعمنا، وباتوا، وأصبحوا يعلموننا كتاب ربنا تبارك وتعالى، وسنة نبينا صلى الله عليه وسلم،الخ"[32]

ترجمہ: ''یہ ہمارے بہترین بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمیں نرم بستر مہیا کیے، اچھا کھانا کھلایا اور دن رات ہمیں اللہ کی کتاب اور پیغمبر ﷺ کی سنت کی تعلیم دیتے رہے۔''

خلاصہ:

مورخینِ اسلام اور سیرت نگاروں کی مذکورہ بالا تصریحات سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں آنے والے مسلمانوں کو دعوتِ اسلام دیتے تھے اور جو یہاں آتا تھا تو فیض یاب ہو کر نکل جاتا تھا۔ اور اسلام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرتا تھا جو بھی ملتا تھا اسے دین اسلام کی دعوت اور احکام سکھاتا تھا۔ ہاں آجکل کی طرح مدارس کا انتظام نہیں تھا بلکہ جو بھی تعلیم سیکھنا چاہتا تھا وہ آکر حضور پاک ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر احکام سیکھتا تھا اور نبی پاک ﷺ نے قبائل کو ایک معلم دیتا تھا جو وہاں جا کر لوگوں کو قرآن اور احادیث مبارکہ کا تعلیم دیتا تھا۔ دارارقم مسلمانوں کے لیے اطمینانِ قلب کا مرکز تھا، بالخصوص نادار، ستائے ہوئے اور مجبور و مقہور اور غلام یہاں آکر پناہ لیتے تھے۔

یہاں پر ذکر اللہ اور وعظ وتذکیر کا فریضہ بھی مسلسل انجام پاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے ساتھ اجتماعی دعائیں بھی فرماتے تھے۔ حضرت خباب ؓ کے بیان سے تو یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ محسنِ انسانیت یہاں راتوں کو بھی بندگان خدا کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا فرماتے تھے۔

اس مکان میں مبلغینِ اسلام کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا تھا، تبلیغ کے آئندہ منصوبے بنتے تھے اور خود مبلغین کی تربیت کا کٹھن کام بھی انجام پاتا تھا۔ دارارقم کے تربیت یافتہ معلّمین میں سے حضرت ابو بکر ،خباب بن الارت، عبداللہ بن مسعود ؓ اور مصعب ؓ بن عمیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دارارقم مسلمانوں کے لیے ''دارالاسلام'' ہونے کے ساتھ ساتھ ''دارالشوریٰ'' بھی تھا، جس میں باہمی مشاورت سے آئندہ تبلیغ کے منصوبے بنتے تھے۔ ہجرتِ حبشہ کا فیصلہ بھی باہمی مشورہ سے یہیں پر طے ہوا، اور اس جگہ کو تاریخِ اسلام میں وہی مقام حاصل تھا جو قریش کے ہاں دارالندوہ کو حاصل تھا۔

دارارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پناہ گزین ہونا ایک تاریخ ساز مرحلہ تھا اور یہ بھی حلف الفضول، حرب الفجار اور عام الفیل جیسا واقعہ تھا جس طرح کفار مکہ اپنی معاصر تاریخ کا تعین ان واقعات سے کرتے تھے، اسی طرح مسلمان

مورخین بھی مکی عہد نبوت میں پیش آنے والے واقعات کا تعین دارارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داخل ہونے سے قبل اور بعد کے حوالے سے کرتے ہیں۔

حضرت ارقم ؓ ان لوگوں میں سے جو اسلام کی دولت سے سرفراز ہو گئے تھے اور انھوں نے شروع میں ہی اپنے مکان کو تعلیمی، تربیتی اور دعوتی سرگرمیوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ مکی دور میں اسلام کی نشرواشاعت کا اہم ترین مرکز قرار پایا۔ مورخین کے مختلف بیانات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ دارارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی مدت ایک سال سے بہر حال زائد تھی۔ کفار مکہ مسلمانوں کے دارارقم میں پناہ گزیں ہونے سے پوری طرح واقف تھے؛ تاہم دارارقم کی اندرونی سرگرمیوں اور منصوبہ بندیوں سے وہ قطعاناواقف تھے۔

شعب ابی طالب میں صحابہ کرام ؓ کی موجودگی کا بھی واضح طور پر اشارہ ملتا ہے۔ محصوری کے اس دور میں جس قدر وحی نازل ہوئی، یقیناً شعب ابی طالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام ؓ کو اس کی تعلیم دی ہو گی اور یہاں صحابہ کرام ؓ بھی دینی امور پر تبادلۂ خیال کرتے ہوں گے۔ اس لحاظ سے شعبِ ابی طالب کو بھی مکی عہدِ نبوت کا ایک دعوتی مرکز قرار دیا جا سکتا ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ؓ تین سال تک تعلیم و تعلم اور دعوت و تبلیغ میں مشغول رہے۔

آخری بات یہ ہے کہ ہمیں موجودہ زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ سطورِ بالا میں، مکی اور مدنی دور میں اسلام کی نشرواشاعت اور دعوتی مساعی کو بڑی حکمت اور مصلحت سے پیش کیا ہے آپ کا یہ اسوہ تمام انسانیت کے لیے نمونہ ہے۔

حوالاجات:

---

[1]- محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي(م256ه) الكتاب: صحيح البخاري،بدء الوحئ، ج1/ص7/الرقم3،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422هـ

Muhammad bin Ismail Abu Abdullah Al-Bukhari Al-Jaafi (256 AH) Book: Sahih al-Bukhari, Al-Wahdi al-Wahi, vol.1/p.7/number 3, author: Muhammad Zuhair bin Nasir al-Nasser, publisher: Dar Tuq al-Najat (photographed by Al-Sultaniyya with the addition of translation by Muhammad Fouad Abdul Baqi) : Al-Awla, 1422 AH

[2]- محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي(م256ه) الكتاب: صحيح البخاري،كتاب الاذان،باب الأذان للمسافر،الخ، ج1/ص128/الرقم631،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422هـ

Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Jaafi (256 AH) Book: Sahih al-Bukhari, Kitab al-Azan, Chapter al-Azan for travelers, al-Kh, Vol. Muhammad Fouad Abdul Baqi) Al-Tabba: Al-Awla, 1422 AH

[3]-صحیح البخاری، کتاب العلم، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفد عبد القیس، ج1/ص29/الرقم87-

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Ilm, chapter of Tahreed al-Nabi, may God bless him and grant him peace, wafd Abdul Qais, vol. 1/p. 29/number 87.

[4]- ابن ماجة – وماجة اسم أبيه يزيد – أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى: 273هـ) الكتاب: سنن ابن ماجه ت الأرنؤوط، أبواب السنة، باب فضل العلماء الخ، ج1/ص155/الرقم229، المحقق: شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد – محمّد كامل قره بللي – عَبد اللّطيف حرز الله، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ – 2009 م

Ibn Majah - Wamaja Asm Abu Yazid - Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Al-Qazwini (died: 273 AH) Kitab: Sunan Ibn Majah Al-Arnaut, Chapters of the Sunnah, Chapter Fazl Ulama Al-Alkh, Vol. 1/S. Muhammed Kamel Qura Balli - Abd al-Latif Harzullah, Publisher: Dar Risala Al-Alamiya, Edition: Al-Ulwa, 1430 AH - 2009 AD

[5]-صحیح البخاری، للبخاری، کتاب الکفالة، باب جوار أبي بكر في عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعقده، ج3/ص98-

Sahih al-Bukhari, Al-Bukhari, Kitab al-Kafala, Chapter Juwar Abu Bakr in the Age of the Prophet, may God bless him and grant him peace, wa Uqda, vol.3/p.98.

[6]- صحیح البخاری، للبخاری، کتاب الکفالة، باب جوار أبي بكر في عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعقده، ج3/ص98-

Sahih al-Bukhari, Al-Bukhari, Kitab al-Kafala, Chapter Juwar Abu Bakr in the Age of the Prophet, may God bless him and grant him peace, wa Uqda, vol.3/p.98.

[7]- عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 213هـ) الكتاب: السيرة النبوية لابن هشام، إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ج1/ص295، المحقق: طه عبد الرءوف سعد، الناشر: شركة الطباعة الفنية المتحدة -

Abd al-Malik bin Hisham bin Ayyub al-Humiri al-Maafari, Abu Muhammad, Jamal al-Din (died: 213 AH) Kitab: Seerah al-Nabawiya Labin Hisham, Islam Umar bin Al-Khattab, may God be pleased with him, Vol. United

[8]- عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 213هـ) الكتاب: السيرة النبوية لابن هشام، خبر الصحیفة، تحالف الكفار ضد الرسول، ج1/ص250، تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، 1375هـ – 1955 م-

Abd al-Malik bin Hisham bin Ayyub al-Hamiri al-Maafari, Abu Muhammad, Jamal al-Din (died: 213 AH) Kitab: Seerah al-Nabawiyyah by Ibn Hisham, Khabar al-Sahifah, Al-Kaffar al-Kaffar al-Rasul al-Rasul, Vol. Mustafa al-Babi Al-Halabi and his children in Egypt, Al-Tabbah: 2nd, 1375 AH - 1955 AD.

[9]- محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ) الكتاب: تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، القول فی تاریخ وفات الصحابة والتابعین، ذکر الخبر عمن مات او قتل سنه اربع وخمسین، ج11/ص519، (صلة تاريخ الطبري لعريب بن سعد القرطبي، المتوفى: 369هـ) الناشر: دار التراث – بيروت، الطبعة: الثانية – 1387 هـ -

Muhammad bin Jarir bin Yazid bin Kathir bin Ghalib al-Amli, Abu Jafar al-Tabari (died: 310 AH) Book: Tarikh al-Tabari = Tarikh al-Rasul al-Muluk, al-Qul in the history of the death of the Companions and the Companions, Zikr al-Khobar Amman died or was killed in the year Arba and Khamsin, vol. 11/p. 519. Al-Tarikh al-Tabari by Urayb bin Saad al-Qurtubi, deceased: 369 AH) Publisher: Dar al-Tarath – Beirut, second edition - 1387 AH.

10- أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ) الكتاب: الاستيعاب في معرفة الأصحاب،أرقم بن أبي أرقم، ج1/ص131،المحقق: علي محمد البجاوي،الناشر: دار الجيل، بيروت،الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م

Abu Umar Yusuf bin Abdullah bin Muhammad bin Abd al-Barr bin Asim al-Nimri al-Qurtubi (died: 463 AH) Kitab: Al-Asim al-Massim fi Marafah al-Sahhab, Arqam bin Abi Arqam, Vol. : Al-Awla, 1412 AH - 1992 AD

11-سیرۃ ابن هشام،إسلام عمر بن الخطاب،حديث آخر عن إسلام عمر، ج1/ص345-

Seerah Ibn Hisham, Islam Umar bin Al-Khattab, Last Hadith of Islam Umar, Vol. 1/p. 345.

12- سیرۃ ابن هشام،إسلام عمر بن الخطاب،حديث آخر عن إسلام عمر، ج1/ص321-

Seerah Ibn Hisham, Islam Umar bin Al-Khattab, Last Hadith of Islam Umar, vol.1/p.321.

13- سیرۃ ابن هشام،إسلام عمر بن الخطاب،حديث آخر عن إسلام عمر، ج1/ص314-

Seerah Ibn Hisham, Islam Umar bin Al-Khattab, Last Hadith of Islam Umar, Vol. 1/p. 314.

14- أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ) الكتاب: أسد الغابة،مصعب بن عمير، ج4/ص405،الناشر: دار الفكر – بيروت،عام النشر: 1409هـ - 1989م -(نوٹ:باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نام بھی "اسد الغابہ"میں دیکھ لیے)-

Abu al-Hasan Ali bin Abi al-Karam Muhammad bin Muhammad bin Abdul Kareem bin Abdul Wahid al-Shaybani Al-Jazari, Izz al-Din Ibn al-Athir (died: 630 AH) Kitab: Asad al-Ghaba, Musab bin Umair, Vol. 1409 AH - 1989 AD.

15- أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى: 230هـ) الكتاب: الطبقات الكبرى،الطبقة الاولى على السابقة فى الاسلام،مصعب الخير بن عمير، ج3/ص116،المحقق: إحسان عباس،الناشر: دار صادر – بيروت،الطبعة: الأولى، 1968 م

Abu Abdullah Muhammad bin Sa'd bin Muni' al-Hashemi Balula'a, Al-Basri, al-Baghdadi known as Babin Sa'd (died: 230 AH) Kitab: Al-Taqabah Al-Kubara, Al-Taqqa Al-Awali Ali Al-Qurada in Islam, Musab al-Khair bin Umayr, Vol. Dar Sadir – Beirut, al-Tabba: al-Awla, 1968

16- أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ) الكتاب: حلية الأولياء وطبقات الأصفياء،المهاجرون من الصحابة،عمر بن الخطاب، ج1/ص41،الناشر: السعادة - بجوار محافظة مصر، 1394هـ - 1974م،ثم صورتها عدة دور منها،1 - دار الكتاب العربي – بيروت،2 - دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت،3- دار الكتب العلمية- بيروت (طبعة 1409هـ بدون تحقيق)

Abu Na'im Ahmad bin Abdullah bin Ahmed bin Ishaq bin Musa bin Mehran al-Asbahani (died: 430 AH) The book: Haliyah Awliya wa Taqabat al-Asfiyyah, Al-Muhajiroon min Sahaba, Umar bin Al-Khattab, Vol. 1 - Dar al-Kitab al-Arabi - Beirut, 2 - Dar al-Fikr for printing, publishing and distribution, Beirut, 3 - Dar al-Kutub al-Elamiya - Beirut (printed in 1409 AH without research).

17- أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ) الكتاب: الكامل في التاريخ،ذكر اسلام عمر بن الخطاب، ج1/ص680،تحقيق: عمر عبد السلام تدمري،الناشر: دار الكتاب العربي، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417هـ / 1997م

Abu al-Hasan Ali bin Abi al-Karam Muhammad bin Muhammad bin Abdul Kareem bin Abdul Wahid al-Shaybani al-Jazari, Izz al-Din Ibn al-Athir (died: 630 AH) Kitab: Al-Kamil fi al-Tarikh, Dhikr Islam Umar bin Al-Khattab, Vol. Publisher: Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut-Lebanon, first edition: Al-Awla, 1417 AH / 1997 AD

18-اسد الغابۃ،لابن أثیر،عمار بن یاسر، ج3/ص627-

Asad al-Ghaba, Laban Athir, Ammar bin Yasir, Vol. 3/p. 627.

19- اسد الغابۃ،لابن أثیر،عمار بن یاسر، ج3/ص627-

Asad al-Ghaba, Laban Athir, Ammar bin Yasir, Vol. 3/p. 627.

20- اسد الغابۃ،ایضا-

21-سورت آل عمران: ۳:۱۰۴-

Surah Al-Imran: 3:104.

22-صحیح مسلم،کتاب الامارۃ،باب ثبوت الجنۃ للشھید، ج3/ص1511،الرقم1902-

Sahih Muslim, Kitab Al-Amara, Chapter Evidence of Al-Jannah for Martyrs, Volume 3/Page 1511, Number 1902.

23-سیرۃ ابن ھشام،ذکریوم الرجیع، ج2/ص169-

Seerah Ibn Hisham, Dhikryum al-Argiya, Vol. 2/p. 169.

24- سیرۃ ابن ھشام، حدیث بئر معونۃ في صفر سنۃ أربع، ج2/ص184-

Seerah Ibn Hisham, Hadith Bir Ma'unna fi Safar suna Arba, Volume 2/Page 184.

25- أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي(م852ه) الكتاب: فتح الباري شرح صحيح البخاري،قوله:باب الحریر للنساء، ج10/ص298،الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379،رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي،قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب،عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز -

Ahmad bin Ali bin Hajar Abu al-Fazl al-Asqalani al-Shafi'i (A.D. 852) The book: Fateh al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari, Qola: Bab al-Harir for women, Vol. 10/p. 298, Publisher: Dar al-Marafah - Beirut, 1379, Number of books, chapters, and hadiths: Muhammad Fouad Abdul Baqi, Qam. Edited and corrected and edited by Muhibuddin al-Khatib, with comments by Allama: Abdul Aziz bin Abdullah bin Baz.

26- أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ) الكتاب: سنن أبي داود،کتاب الجھاد،باب في دعاء المشرکین، ج3/ص37/الرقم2612،المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد،الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت

Abu Dawud Sulaiman bin Al-Shaath bin Ishaq bin Bashir bin Shaddad bin Amr al-Azdi al-Jistani (died: 275 AH) Book: Sunan Abi Dawud, Kitab al-Jihad, Chapter in Dua al-Mushrikeen, Vol. Al-Maqabah Al-Asriyah, Saida - Beirut

27- سنن أبی داود،کتاب الجھاد،باب فی الھجرۃ ھل انقطعت، ج3/ص3/الرقم2480-

Sunan Abi Dawud, Kitab al-Jihad, chapter fi Hijra hil Anqat, Vol. 3/S.3/Al-Raqm 2480.

28- صحیح البخاری،کتاب الادب،باب رحمۃ اللناس والبھائم، ج8/ص9/الرقم6008-

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Adab, Chapter Rahma-Allanas wal-Bahim, Volume 8/Page 9/Al-Raqm 6008.

29- سورت التوبہ ، ۹:۱۲۲-

Surat al-Tawbah, 9:122.

30- علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (المتوفى: 741هـ) الكتاب: لباب التأويل في معاني التنزيل،سورت التوبة:122، ج2/ص421،تصحيح: محمد علي شاهين،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى، 1415 هـ

Aladdin Ali bin Muhammad bin Ibrahim bin Umar al-Shihi Abu al-Hasan, known as Al-Khazan (died: 741 AH) The book: Labab al-Tawail fi Ma'ani al-Tanzil, Surat al-Tawba: 122, vol.2/p. 421, corrected by: Muhammad Ali Shaheen, publisher: Dar Al-Kutub Al-Elamiya – Beirut Al-Tabbah: Al-Awla, 1415 AH

31- سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ) الكتاب: مسند الشاميين،عبادة عن جنادة بن أبي أمية الآزدي، ج3/ص270/الرقم2237،المحقق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي،الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت،الطبعة: الأولى، 1405 – 1984

Sulaiman bin Ahmad bin Ayyub bin Mutair al-Lakhmi al-Shami, Abu al-Qasim al-Tabarani (died: 360 AH) The book: Musnad al-Shamayin, Ibadah an-Janadah bin Abi Umayyah al-Azdi, Vol. Al-Tabba: Al-Awla, 1405 - 1984

32- أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) الكتاب: مسند الإمام أحمد بن حنبل،مسند المكيين،بقية حديث وفد بن قيس، ج24/ص327/الرقم15559،المحقق: شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد، وآخرون،إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي،الناشر: مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى، 1421 هـ – 2001

Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal bin Hilal bin Asad al-Shaybani (died: 241 AH) Book: Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, Musnad al-Makiyin, the rest of the hadith Wafd bin Qays, Vol. Edited by Abdullah Bin Abdul Mohsen Al-Turki, Publisher: Al-Risalah Foundation, Edition: Al-Ulwa, 1421 AH - 2001 AD